

دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
DARUL IFTA AHLESUNNAT

# علمائے حق سے دشمنی، ایک پرانی رَوِش

شیخ الحدیث و التفسیر
از: مفتی محمد قاسم قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارے معاشرے میں ایک ایسا طبقہ بھی پایا جاتا ہے جس نے اپنی زندگی کا مقصد ہی علمائے حق سے دشمنی رکھنا اوران کا مذاق اڑانا بنار کھا ہے، اسی روش پر ان کی ساری زندگی گزرتی ہے اور اسی چیز کو وہ پروموٹ (Promote) کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ کوئی نئی بات نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں کے ساتھ مخالفانہ رویہ اختیار کرنا ہمیشہ سے جاری ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ! جیسے کفارِ مکہ آپ کے دشمن بنے ہوئے ہیں) اسی طرح ہم نے ہر نبی کا دشمن بنایا انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو ان میں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کے لیے بناوٹی باتوں کے وسوسے ڈالتا ہے۔“(1)

## انسانی شیاطین کی علماد شمنی:

جنات میں سے جو شیاطین ہیں، وہ اس طرح کا "وسوسہ" ڈالتے ہیں، جو سننے میں نہیں آتا، لیکن دل میں اتر تا ہے، جبکہ ﴿شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ﴾ جو انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ اپنی تقریر، تحریر اور کلام سے اللہ والوں سے دشمنی کی باتیں دلوں میں ڈالتے اور ذہن سازی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ باتوں کو اپنی لفاظی اور فریب سے پُر جھوٹے دلائل سے مزین کرتے ہیں، یوں کہ وہ باتیں دیکھنے میں بڑی خوبصورت لگتی ہیں، ان کو عنوان بڑا شاندار دیا جاتا ہے، ان کے لیے الفاظ بڑے خوبصورت

1...(سورۃ الانعام6، آیت112)

چُنے جاتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ باتیں اللہ کے پسندیدہ بندوں سے دشمنی پر مبنی ہوتی ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں انبیائے کرام کی قوموں کے واقعات میں کافروں کی اس فریب کاری کا تذکرہ موجود ہے کہ نبیوں کو نہ ماننے والی قومیں کہتی تھیں کہ "یہ (بتوں کی پوجا، اپنی مرضی کی زندگی گزارنا، خدائی احکام کا پابند نہ ہونا) تو ہمارے بڑوں کا طریقہ چلتا آرہا ہے، آپ اسے چھوڑنے کا کہہ رہے ہیں؟" "ہمارا مال ہے، ہم جیسے چاہیں، اس میں تصرف کریں، آپ کون ہوتے ہیں ہمیں سمجھانے والے کہ یوں کرو اور یوں نہ کرو؟" وغیرہ، یعنی وہ اپنے طرزِ عمل کو اچھا گمان کرتے تھے اور اسے کوئی نہ کوئی اچھا ٹائٹل دے دیا کرتے تھے۔ لہٰذا برے کام اور بری گفتگو کو اچھے ٹائٹل (Title) اور اچھے الفاظ میں چھپا کر پیش کرنے کا وتیرہ، پہلی قوموں ہی سے چلتا آرہا ہے اور اس طرزِ عمل کی آڑ میں حق سے دشمنی کی جاتی رہی ہے۔

## انبیاعلیہم السلام کے وارثین علمائے کرام بھی مخالفت کے نشانے پر:

جب بلند مرتبہ رکھنے والے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو لوگوں نے نہیں چھوڑا، تو انبیا کے وارث یعنی علمائے کرام کو کیسے چھوڑیں گے؟ بلاشبہ انبیائے کرام مقدس ہستیاں ہیں، معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہیں، ان کا مرتبہ بہت بلند ہے کہ ان پر وحی الٰہی اترتی ہے اور براہِ راست خدا کی تائید انہیں حاصل ہوتی ہے، ان سب باتوں کے باوجود ان کے زمانے کے لوگوں نے ان کی مخالفت کی، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جو حضراتِ انبیائے کرام کے ایمانی غلام اور ان کے وارث ہیں، دین دشمن لوگ ان کے مخالفین نہ ہوں اور یہ مخالفین ان وارثوں سے دشمنی نہ کریں؟

## دین اور علمائے دین کی دشمنی کو خوبصورت الفاظ کا لبادہ اوڑھانا:

توجہ فرمائیں کہ اوپر مذکور آیت میں یہ جو فرمایا ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾، اس میں موجود لفظ ﴿زُخْرُفَ﴾ سے مراد بناوٹ اور سجاوٹ ہے یعنی وہ چیز جو خوبصورت بنائی گئی ہو۔ پس ﴿زُخْرُفَ

اَلْقَوْلِ﴾ کا مطلب اپنی بات کو بنا سنوار کر پیش کرنا ہوا۔ اگر دیکھا جائے تو فی زمانہ علما دشمنی کو بھی بڑا بنا سنوار کر پیش کیا جاتا ہے، اس کے لیے بڑے عمدہ اور خوبصورت الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، مثلاً آزادیٔ اظہار رائے، حقوقِ انسانی، حقوق نسواں، عورتوں کی آزادی، روشن خیالی، جدت پسندی، اصلاح پسندی وغیرہ، جبکہ اندرونِ خانہ اسلامی تعلیمات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ علمائے کرام کے ساتھ مخالفت و عناد کا یہ طرزِ عمل وہی ہے جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا کہ یہ انبیائے کرام کے ساتھ بھی چلتا آیا ہے۔

## انسانوں میں سے وسوسے ڈالنے والے اور ان کی شناخت:

یوں ہی قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝۶﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب، سب لوگوں کا بادشاہ، سب لوگوں کا خدا، اس کے شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے اور دبک (چھپ) رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔“[1] یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا گیا کہ آپ تعلیم امت کے لیے یہ دعا مانگیں۔ اس کی آخری آیت سے معلوم ہوا کہ جنات میں سے بھی وسوسے ڈالنے والے ہیں اور انسانوں میں سے بھی وسوسے ڈالنے والے ہیں۔ یہاں غور کرنے کی حاجت ہے کہ انسانوں میں سے وسوسے ڈالنے والے لوگ کس طبقے کے خلاف وسوسے ڈالتے ہیں؟

## افراد کے مختلف طبقات میں سے صرف علما کے خلاف ہی وسوسے کیوں؟

کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی کو سائنسدانوں کے خلاف وسوسے آتے ہوں یا کسی کو پروفیسر

---

1...(سورۃ الناس 114، آیت 1-6)

حضرات کے خلاف وسوسے آتے ہوں یا کسی کو میڈیا کے خلاف وسوسے آتے ہوں؟ ہر گز نہیں سنا ہو گا۔ وسوسے صرف علما اور دیندار لوگوں کے خلاف آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ علما حضرات وہ ہیں جن کے بارے میں وسوسے ڈالے جاتے ہیں، تو وسوسے ڈالنے والے ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاس﴾ یعنی جنات اور انسانوں میں سے ہیں اور قرآن کریم کی اصطلاح میں یہ وسوسے ڈالنے والے ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ اور ﴿الْخَنَّاسِ﴾ ہیں، اور قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہا کرو۔ پس علما کے خلاف کلام کرنے والے اس آیت کے مصداق کے تحت داخل ہوئے۔ اللہ کریم ہمیں ایسوں کے شر سے محفوظ فرمائے جو علمائے حق کے خلاف کلام کرتے اور نفرت پھیلاتے ہیں۔ آمین!

## علمائے دین کا مذاق اڑانا:

جہاں تک علمائے دین کا مذاق اڑانے کی بات ہے، تو یہ طرزِ عمل بھی ہمیشہ سے چلتا آ رہا ہے۔ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے دور میں ان کا مذاق اڑایا گیا: اگر ہم قرآنی واقعات پر غور کریں، تو واضح ہو گا کہ مشرک قوم نے حضرت نوح عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا مذاق اڑایا، فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا مذاق اڑایا، حتی کہ آپ کی گفتگو، آپ کے معجزات اور آپ کے علم کا مذاق اڑایا گیا۔ حضرت ہود عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام، حضرت شعیب عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام وغیرہ انبیائے کرام کا ان کی قوموں نے مذاق اڑایا۔

## انبیائے کرام پر استہزا کیا جانا:

☆ حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے جب اپنی قوم کو پاکبازی، تقوی و پرہیز گاری کا اور بدکاری سے بچنے کا حکم دیا، تو انہوں نے کہا: ”﴿اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”یہ لوگ تو

پاکیزگی چاہتے ہیں۔“[1]یعنی ان کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک بنتے پھرتے ہیں۔

☆ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، تو آپ کی قوم نے آپ سے کہا: ﴿یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اے صالح! اس سے پہلے تم ہمارے درمیان ایسے تھے کہ تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔“[2] یعنی اے صالح ہمیں تمہارے بارے میں بڑی امیدیں تھیں کہ بڑے سمجھدار ہو، ذہین ہو، قوم کے سردار بنو گے۔ اب تم نے یہ کیا کام کرنا شروع کر دیا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے منع کرتے ہو اور توحید کی طرف بلاتے پھرتے ہو۔

☆ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جب اپنی قوم کو سمجھایا کہ تم کاروباری لین دین میں ڈنڈی مارتے ہو، ناپ تول میں کمی کرتے ہو، ایسا نہ کیا کرو تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا: ہم تو آپ کو اچھا بھلا سمجھدار سمجھتے تھے، آپ ہم سے یہ کون سی باتیں کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ قوم کے اعتراض و طنز پر مشتمل الفاظ دیکھئے ﴿قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”(قوم نے) کہا: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق عمل نہ کریں۔ واہ بھئی! تم تو بڑے عقلمند، نیک چلن ہو۔“[3]

☆ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جو لوگ ایمان لائے ان کے بارے میں کافر قوم نے کہا: ﴿وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ہمارے سب سے کمینے لوگوں نے سرسری نظر دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے کر لی

---

1...(سورۃ الاعراف 7، آیت 82)

2...(سورۃ ھود 11، آیت 62)

3...(سورۃ ھود 11، آیت 87)

ہے۔ "[1]یعنی اے نوح آپ پر جو ایمان لائے ہیں، یہ ہماری قوم کے گھٹیا کمینے ترین لوگ ہیں، ایسے ہی سرسری سی غور و فکر کر کے ایمان لے آئے، اگر آپ پر ایمان لانا کوئی عقل کی بات ہوتی، تو ہم جیسے سردار پڑھے لکھے لوگ ایمان نہ لے آتے؟"

## موجودہ دور میں استہزا کا انداز:

آج بھی علما کا مذاق اڑانے والوں کے جملے اسی سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، مثلاً: یار کیا گاؤں گوٹھ سے اٹھ کر آجاتے ہیں، اَن پڑھ، ان کو کوئی تمیز نہیں ہے، ان کو مینرز (Manner) نہیں آتے، انہیں تو صحیح سے بیٹھنا، اٹھنا، بولنا بھی نہیں آتا، ان لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ زمانہ کہاں پہنچا ہوا ہے، یہ بس اپنی مسجدوں اور حجروں میں بیٹھے ہوئے ہیں! وغیرہ وغیرہ۔

## رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر استہزا کیا جانا:

یوں ہی معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ، سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام کے ساتھ بھی کفار نے استہزا کیا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی اکثریت غریب تھی، چند ایک ہی ان میں امیر تھے، تو کفار ان غریبوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کفار مکہ کا یہ طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ﴿29﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ﴿30﴾ وَ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ﴿31﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ﴿32﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ﴿33﴾﴾ ترجمہ کنز العرفان: "بیشک مجرم لوگ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے، تو یہ آپس میں (ان پر) آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب یہ کافر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو خوش ہو کر لوٹتے اور جب مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے: بیشک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں، حالانکہ ان کافروں کو مسلمانوں پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

---

1...(سورۃ ھود 11، آیت 27)

مگر اس کے آگے چند آیات کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا: ﴿ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ(34)عَلَى الْاَرَآىٕكِۙ-یَنْظُرُوْنَ (35) هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”تو آج ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ کیا بدلہ دیا گیا کافروں کو اس کا جو وہ کام کرتے تھے۔“[1] یعنی جس طرح کافر دنیا میں مسلمانوں کی غربت اور محنت پر ہنستے ہیں اسی طرح قیامت کے دن ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے اور قیامت کے دن معاملہ اس (دنیا) کے برعکس ہوگا کہ ایمان والے دائمی عیش اور راحت میں ہوں گے اور کافر ذلت و خواری کے دائمی عذاب میں ہوں گے۔

## آج کے دور میں علما اور دین داروں پر تنقید، وہی پرانا دستور:

پس معلوم ہوا کہ بھلائی کی بات کرنے والوں اور برائی سے منع کرنے والوں کا مذاق اڑانے کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلتا آرہا ہے۔ تو آج کے دور میں علما پر، دینداروں پر، دینی وضع قطع رکھنے والوں پر، دین کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں پر، صالحین کے انداز میں شادی بیاہ کرنے والوں پر، سنت کے مطابق کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے بولنے اوڑھنے چلنے والوں پر اگر لوگ تنقید کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، تو اس سے رنجیدہ ہونے کی حاجت نہیں؛ کیونکہ یہ تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ بھی لوگوں کا طریقہ چلتا آیا ہے، البتہ قیامت کے دن ضرور پتا چل جائے گا کہ کون کس پر ہنستا ہے؟ جیسا کہ مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں اشارہ ہے۔

## پڑھنے والوں کے لیے دعوتِ فکر:

یہ رسالہ پڑھنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس طبقے (Category) میں شامل ہیں؟ کیونکہ بلاشبہہ وہ مجرم ہیں جو ایمان والوں پر ہنستے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، کہ فرمایا گیا: ”﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا

---

1...(سورۃ المطففین 83، آیت 34)

كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ﴿۲۹﴾ ترجمہ: بیشک مجرم لوگ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے۔"[1] آیا یہ مجرمین کے طبقے(Category)میں آتے ہیں یاان کے طبقے(Category)میں جن پر ہنسا جاتا ہے؟

## علما کے خلاف نفرت انگیزی در حقیقت راہ خدا سے روکنے کا ایک انداز:

علمائے کرام کے خلاف باتیں کرنا اور لوگوں کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرنا، اگرچہ خود ہی انتہائی نازیبا حرکت ہے، لیکن اگر بنظر عمیق جائزہ لیا جائے، تو یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بلکہ راہِ خدا سے روکنے کے مترادف ہے۔ اگر ہم کفار کے طرز عمل کا جائزہ لیں جن کی ایک صفت راہ خدا سے روکنا قرار دی گئی، تو ہم پر یہ بات بڑے واضح انداز میں آشکار ہو جائے گی۔ چنانچہ...

## کفار مکہ کی سازش:

کفار مکہ نے آپس میں میٹنگ کی کہ جو محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس آتا ہے اور ان کی بات سنتا ہے وہ بڑا متاثر ہو جاتا ہے، اب ہم ایسا کیا کام کریں کہ جس کے ذریعے ان کے پاس لوگوں کو آنے سے روکا جا سکے؟ تو ایک نے کہا: لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ "جادوگر" ہیں، لوگ جادوگر سے بھاگتے ہیں اور بلا وجہ اس کے پاس نہیں جاتے، لہٰذا لوگ ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ دوسرے نے کہا: ہم ان کو "کاہن" کہیں گے اور کاہنوں کے پاس بھی لوگ صرف ضرورتاً جاتے ہیں، در حقیقت وہ عزت دار نہیں ہوتا، اس لیے لوگ اس سے دور ہی رہتے ہیں۔ تیسرے نے کہا: ہم لوگوں کو یہ کہیں گے کہ ان کی باتیں شاعرانہ ہوتی ہیں، بڑی پر فریب باتیں بناتے ہیں۔ پس کفار مکہ نے جادوگر، کاہن، شاعر اور مجنون وغیرہ اس قسم کے الفاظ کہنا شروع کر دیے، اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ مکے کے باہر

---

1...(سورۃ المطففین 83، آیت 29)

راستوں پر بیٹھ جاتے، وہاں سے جو بندہ گزرتا اس کے ساتھ بات چیت شروع کر دیتے اور کہتے یہاں ایک شخص ہے اس کے پاس تم نہ جانا کیونکہ وہ تو جادوگر ہے۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس کے دل میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دوری پیدا ہو جاتی۔

## قرآن کی اصطلاح میں "صد عن سبیل اللہ":

اس مذکورہ طرزِ عمل کو قرآن کی اصطلاح میں "صد عن سبیل اللہ" کہا گیا یعنی اللہ کی راہ سے روکنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو اللہ کے راستے سے روکنا فرمایا اور اس کو بہت بڑا جرم قرار دیا۔ اسی لفظ کے متعلق ایک واقعہ اور آیت ملاحظہ کریں، ایک بار صحابہ کرام کی حرمت والے مہینے یعنی رجب المرجب میں جنگ ہو گئی (حالانکہ اس وقت حرمت والے مہینوں میں لڑنا حرام تھا)، کفار نے بڑا شور مچایا کہ دیکھو حرمت والے مہینے میں لڑائی کر کے حرام کام کر دیا۔ صحابہ کرام پریشان ہو کر حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس لڑائی کا حکم دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت نازل فرمادی: "﴿یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِؕ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "آپ سے ماہِ حرام میں جہاد کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تم فرماؤ: اس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔"[1] یعنی اے کفار! پہلے تم اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے کرتوت دیکھ لو پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنا، بلاشبہ تمہارے یہ افعال (راہ خدا سے روکنا وغیرہ) اللہ کے نزدیک زیادہ شدید ہیں۔

---

1...(سورۃ البقرۃ 2، آیت 217)

## اہلِ کتاب کا رویہ (صدعن سبیل اللہ کی ایک اور شکل):

یوں ہی قرآن کریم میں ایک جگہ اہل کتاب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا گیا: ﴿لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ﴾[1]"تم ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو؟" دراصل اہل کتاب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں غلط باتیں پھیلایا کرتے تھے، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جو صفات تورات وانجیل میں بیان کی گئی ہیں، انہیں بدل کر بیان کیا کرتے تھے، ان کے اس طریقے کو بھی قرآن پاک نے "صدعن سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ سے روکنا" شمار کیا۔

## کفار کا طریقہ (حق تک پہنچنے اور اسے سننے سے روکنا):

اسی طرح کفار نے ایسے طریقے اختیار کر رکھے تھے کہ لوگ حق بات کہنے والے تک ہی نہ پہنچ سکیں اور اگر کسی طرح پہنچ جائیں، تو حق بات سننے ہی نہ پائیں، چنانچہ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ(۲۶)﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور کافروں نے کہا: اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں فضول شور و غل مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ۔"[2] کفار کے اس طرز عمل کے پیچھے ان کے دو مقاصد تھے: ایک یہ کہ کوئی بندہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک آ ہی نہ سکے، اور دوسرا یہ کہ اگر کوئی آجائے تو اس کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بات سننے ہی نہ دی جائے۔

## علما کے خلاف مہم اور اس کے سنگین نتائج:

اب اس ساری گفتگو کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے کہ ہمارے ہاں علما کے حوالے سے جو باتیں اچھالی جاتی ہیں، ان کو بدنام کیا جاتا ہے، ان سے متنفر کرنے اور عوام کو ان سے دور کرنے کی کوشش کی

---

1...(سورۃ آل عمران 3، آیت 99)

2...(سورۃ حم السجدہ 41، آیت 26)

جاتی ہے،اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ان سب باتوں سے لوگ علما کے قریب آئیں گے یا دور ہوں گے ؟لازماً دور ہوں گے۔ جب دور ہوں گے تو دین کہاں سے سیکھیں گے ؟ قرآن کہاں سے سیکھیں گے ؟ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، خاندان کے متعلق شرعی احکام، کھانا، پینا، سنتیں اور اسلامی آداب وغیرہ یہ تمام امور کہاں سے سیکھیں گے ؟

## دین سے دوری اور راہ خدا سے انحراف:

معلوم ہوا کہ جب لوگوں کو علما سے دور کر دیا، تو در حقیقت انہیں ان اسلامی تعلیمات سے دور کر دیا اور یہ اسلامی تعلیمات کا مجموعہ ہی تو "سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ" ہے تو بلاشبہہ "صد عن سبیل اللہ"(یعنی اللہ کے راستے سے روکنا) یہاں بڑے واضح انداز میں پایا جاتا ہے کہ اس طریقے سے لوگ علما سے دور ہو جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام لوگوں میں دینی احکام و تعلیمات کا علم اور ان پر عمل کا جذبہ کم ہوتا چلا جاتا ہے اور علما سے دور ہونے کی وجہ سے لوگ دین پر پورا عمل کرنے والے نہیں رہتے اور آخر کار راہِ خدا سے انحراف کرتے ہوئے کسی اور راستے کی طرف نکل جاتے ہیں، الامان والحفیظ!۔

## علما کو بدنام کرنے کے لیے خود ساختہ خبریں بنانا:

جب کوئی بندہ سوچ لیتا ہے کہ لوگوں کو علما کے خلاف کرنا ہے، تو وہ اس کے بیسیوں راستے آزماتا ہے، جیسے خاندان میں کسی کے ساتھ دشمنی ہو اور اس کو بدنام کرنا ہو، تو اس کے بارے میں منفی سچی خبریں بھی اچھالی جاتی ہیں اور ساتھ ساتھ اپنی طرف سے بنا بنا کر منفی جھوٹی خبریں بھی لوگوں کو سنائی جاتی ہیں۔ اسی طرح علما سے متنفر کرنے والے بھی ہر طریقہ اختیار کرتے ہیں، حتیٰ کہ خود ساختہ منفی خبروں کا سہارا لیتے ہیں تا کہ ان شرفا کو بدنام کیا جا سکے۔

## خبر کی تحقیق اور اس کی اہمیت:

یاد رکھیں کہ عوام کا معاملہ ہو یا علما کا، خبر کے حوالے سے ہماری دینی تعلیمات بالکل واضح ہیں۔ **اولاً** تو حکم یہ ہے کہ جب کوئی خبر آئے، تو اس کی تحقیق و تفتیش کر لی جائے، بغیر تحقیق کے اس کو آگے بڑھا دینا شرعاً جرم ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝۶﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے، تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔“[1] **ثانیاً** یہ کہ وہ خبر سچی ثابت ہو بھی جائے تب بھی حکم یہ نہیں ہے کہ اسے پھیلاتے پھرتے رہیں، بلکہ حکم یہ ہے کہ اسے چھپایا جائے۔ ہمیں تو یہ فرمایا گیا کہ جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو چھپاتا ہے، اور جو کسی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر کرے گا۔ نیز جو کسی کے عیب کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب لوگوں کے سامنے ایسے ظاہر کرے گا کہ وہ بندہ گھر بیٹھا ہو گا اور اس کا عیب ظاہر کر دیا جائے گا۔

پس اگر کسی کے متعلق سچی خبر بھی آئے تو کیا اخلاق اور شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ اس کو پھیلاتے پھریں؟ خدانخواستہ اگر کسی گھر کے اندر کوئی بہت ہی غلط کام ہو گیا، تو کیا اہل محلہ اس کی نشر و اشاعت کرتے پھریں؟ اسے فیس بک پر ڈال دیں؟ پوری دنیا میں اس کی تشہیر کریں؟ افسوس آج کا ٹرینڈ یہی ہے، **لیکن یاد رکھیں! یہ ناجائز ٹرینڈ ہے۔**

## علما کی غلطیوں کی تشہیر کا نقصان:

جب ایک مسلمان کی پردہ داری اور عیب پوشی کی یہ اہمیت ہے، تو علمائے حق کے بارے میں تو مزید محتاط ہونے کی حاجت ہے۔ بلا شبہ علما سے بھی غلطی ہوتی ہے؛ کیونکہ علما نبی تو نہیں کہ معصوم

1...(سورۃ الحجرات 49، آیت 6)

ہوں اور ان سے غلطی نہ ہو سکے، بلکہ علما بھی عام انسانوں کی طرح انسان ہیں، لہذا ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے، لیکن ان کی غلطی کو آگے بیان کرنا اور اس کی تشہیر کرنا سراسر نقصان دہ ہے؛ کیونکہ اس غلطی کا جس شخص کو بتایا جائے گا وہ نہ صرف اس عالم سے بلکہ تمام علما سے متنفر ہو کر ان سے دور ہو جائے گا، اور شیطان اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دے گا کہ "مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں"۔ یہ شخص پھر دوسروں کو یہی کہتا پھرتا ہے کہ مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں، اور اپنے ساتھ لوگوں کی بھی بربادی کا سامان کرتا ہے۔ اگر اس سے پوچھیں کہ تم جو ہر کسی کو یہ کہتے پھرتے ہو، ذرا یہ تو بتاؤ کہ دنیا میں دس پندرہ لاکھ تو مولوی ہوں گے، کیا تم نے پوری دنیا کا سروے (Survey) کر لیا ہے اور تمام مولویوں سے مل چکے ہو؟ یقیناً اس کا یہی جواب ہو گا کہ "ہمارے محلہ کے مولانا صاحب نے یہ کام کیا تھا۔" اب اس شخص کو کون سمجھائے کہ بھائی! وہ آپ کے محلہ والے نے کیا ہے تو اس سے ساری دنیا کے مولوی کیسے غلط ہو گئے؟

## دوسروں کے ساتھ رویہ اور علما کے ساتھ سلوک:

ظاہر ہے ہمارے ہاں یہ تو ہوتا نہیں ہے کہ ایک آدمی کے سامنے ڈاکٹر کی برائیاں بیان کی جائیں، اور وہ شخص پھر بیمار ہونے کے بعد کہے کہ میں اس ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گا، بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ اس کا کردار اس کے ساتھ ہے مجھے تو اپنا علاج کروانا ہے۔ اس نے بالفرض اگر شراب پی لی ہے ،تو یہ اس کا ذاتی مسئلہ (Personal Matter) ہے، میں تو اس سے علاج کروانے جا رہا ہوں، اس میں تو کوئی ایشو (Issue) نہیں ہے۔ ارے بھائی! عالم کے ساتھ بھی یہ رویہ اختیار کرنے میں کیا جاتا ہے؟ اس سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے، تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے، اس کے پاس مسئلہ پوچھنے یا دین سیکھنے جانے میں کیسی رکاوٹ؟ ظاہر ہے اس نے آپ کو شرعی مسئلہ ہی بتانا ہے، اس فعل کی وجہ سے مسئلہ تو نہیں بدلے گا۔ لیکن علما کے ساتھ یہ رویہ اختیار نہیں کیا جاتا، بلکہ ان کی غلطی کو خوب پھیلایا جاتا ہے، اچھالا جاتا

ہے، اس کو عام کیا جاتا ہے، اور پُر ظاہر کہ اس کے پیچھے مقصد "صد عن سبیل اللہ" (خدا کے راستے سے روکنا) والا ہی ہوتا ہے۔

## عالِم کے عیب کی تشہیر کا شرعی حکم:

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عالم کی خطا کو عام کرنا، اس کی تشہیر کرنا، قرآن پاک کی اس آیت کے تحت داخل ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: "وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔"[1]

## فتاوی رضویہ سے اقتباس:

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ "جو مقتدی اپنے امام کی نیک نامی کو گزند پہنچانے کی غرض سے بچشم حقارت عوام الناس میں اس کی توہین و ہجو کرے، حالانکہ اس کو سابقہ کئی دفعہ فہمائش بھی کی گئی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا ہے، ایسے شخص کے حق میں ازروئے شرع شریف بطور تنبیہ سوائے توبہ کے کچھ کفارہ لازم ہے، اگر ہے تو کیا اور کس قدر؟"

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر ارشاد فرمایا: "جو الزام وہ امام پر رکھتا ہے، اگر جھوٹا ہے تو مفتری اور سخت عذاب کا مستحق، صحیح حدیث میں ہے جو کسی مسلمان پر جھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبو اور سخت گرم پیپ جو دوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہو جائے گا، اس میں ڈالا جائے گا، اور حکم دیا جائے گا کہ اسی میں رہ جب تک کہ اپنے کہے ہوئے کا ثبوت نہ دے دے اور کہاں سے دے سکے گا، جبکہ جھوٹی بات ہے، اور اگر الزام سچا ہے، مگر امام میں وہ عیب خفیہ ہے، جسے وہ چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرنا چاہتا یہ اس پر مطلع ہو گیا اور اسے شائع کرتا ہے تو تین

---

1...(سورہ نور 24، آیت 19)

گناہوں کا مرتکب ہے: اشاعت فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا :"الغیبۃ اشدّ من الزنا" غیبت زنا سے سخت تر ہے۔

اور جو امام کے بر رُو کہا تو یہ ایذائے مسلم ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ""من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ" رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن "جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔) اس پر توبہ فرض ہے، اور امام سے معافی چاہنا اور اسے راضی کرنا بھی، کہ حق العبد ہے مگر اس کے سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔"[1]

## علما کو بدنام کرنے اور ان کے خلاف سازشیں کرنے کا ایک پس منظر:

یہاں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے، وہ یہ کہ در اصل دینی طبقہ، خصوصاً علمائے کرام کی اکثریت بااخلاق، شریف النفس اور سلجھے ہوئے افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ حضرات بد معاش نہیں ہوتے، اس لیے بھی ان کے بارے میں مخالفین، خصوصاً اسلام دشمن لوگوں کو بات کرنے کی جرأت آسانی سے ہو جاتی ہے اور انہیں انگشت نُما کرنے کے لیے طرح طرح کی باتیں پھیلا لیتے ہیں؛ کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بد تمیزی یا شدت سے جواب نہیں دیں گے، لہٰذا ان پر جھوٹے الزامات لگانا اور بدنامی کی مہم چلانا نسبتاً آسان ہے۔ اسی لیے لوگ ہمیشہ شریف آدمی کے ساتھ ہی الجھتے ہیں، چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ جواب نہیں دے گا، اس کے برعکس وہ شخص جو شریف نہ ہو بلکہ بد مزاج و بے باک ہو اس سے الجھنے سے پہلے کئی بار سوچنا پڑتا ہے، ایسے شخص کے ساتھ تمام لوگ سیدھے رہتے ہیں اور اس کے خلاف زبان کھولنے سے ڈرتے ہیں۔ پس یہ ایک اہم سماجی حقیقت

1...(فتاوی رضویہ، ج24، ص357، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہے کہ اگر کسی فرد، خصوصاً کسی عالم کے ساتھ بار بار الجھا جا رہا ہے، تو اس کی بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایک شریف اور صلح جو انسان ہے، اور یہی چیز اس کی شرافت کی دلیل ہے۔

## عالم کی غلطی پر اصلاح کا درست انداز:

یاد رکھنا چاہیے! عالم کی غلطی اچھالنے والا ہزاروں لوگوں کو اس عالم سے دور کرنے والا ہے، تو ہزاروں لوگوں کا دینی نقصان کرنا نہایت سخت بات ہے۔ اگر کسی عالم سے خطا ہو بھی جائے، تو تنہائی میں اس کی اصلاح کی جائے یا جو اس کی اصلاح کر سکتا ہو اسے بتایا جائے، اس غلطی کو ہر گز پھیلایا نہ جائے۔ اس کو یوں سمجھیں کہ اگر بالفرض باپ سے غلطی ہو جائے، تو کیا اولاد پورے محلہ کو بتاتی پھرے گی؟ ہر گز نہیں بلکہ اس کو چھپایا جاتا ہے، پس علما بھی روحانی باپ ہیں، تو جیسے جسمانی باپ کے عیبوں کو اچھالتے نہیں، بلکہ چھپاتے ہیں، یوں ہی روحانی باپ کے عیبوں کو بھی چھپایا جائے، نہ کہ اچھال کر اس کی عزت پامال کی جائے۔

## جھوٹی اور سچی خبروں کا پھیلانا:

یہ بھی واضح رہے کہ جھوٹی خبر کو پھیلانا، یہ سوچتے ہوئے کہ بعد میں تصدیق کر لیں گے! یہ حرام در حرام ہے، اس طرح کسی کے ساتھ کرنا بھی جائز نہیں ہے، چہ جائے کہ عالم دین کے ساتھ کیا جائے، نیز سچی خبر ہو تو بھی بوقتِ ضرورت اسے صرف متعلقہ افراد ہی کو بتایا جائے۔

## علما اور اسلامی تعلیمات کو منفی انداز میں پیش کرنے والوں کی بھرمار اور باقاعدہ پروپیگنڈا:

افسوس! ہمارے معاشرے میں علما اور اسلام کی تشریحات کے بارے میں چیزوں کو منفی (Negative) انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اسلام دشمن قوتیں اس پر باقاعدہ مہم کے ساتھ کام کر رہی ہیں؛ اس حوالے سے میڈیا سینٹرز قائم کئے ہوئے ہیں، اس موضوع پر دلائل سے بھرپور کتابیں جمع کی ہوئی ہیں، نیز بہت سے عام و خاص لیکچرز موجود ہیں۔

## مخصوص واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جانا:

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی جگہ کسی مدرسہ میں کچھ غلطی ہوئی، تو اس سے بہت دور کسی علاقے میں وہ غلطی مین ہیڈنگ (Main Heading) میں عوام کے سامنے لائی جاتی ہے، جبکہ اسی علاقے میں بڑے بڑے جرم ہوئے، بڑی بڑی قتل و غارت گریاں ہوئیں، بہت کچھ سنگین ہوا، مگر اس کی خبر اس مین پیج (Main Page) پر کہیں بھی موجود نہیں ہوتی۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نے کسی کے خلاف پراپگنڈہ (propaganda) کرنا ہوتا ہے اس نے اس پر اپنی عقل کے سارے گھوڑے دوڑائے ہوتے ہیں، اور خصوصاً منظم سازشوں میں ہدف کو نشانہ بنانے کے لیے ہر طریقہ بڑی چالاکی اور خفیہ انداز سے سر انجام دیا جاتا ہے۔

## اسلام کے دفاع کے لیے تھنک ٹینکس کی کمی:

مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کے لیے اور اس کی ترویج و اشاعت کے لیے سوچنے والے تھنک ٹینکس (Think Tanks) نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ اسلام دشمنی اور کفر کی ترویج و اشاعت کے لیے، نیز لادینیت، الحاد، دہریت اور اسلام مخالفت کے لیے اور اسلامی احکام کو ڈی گریڈ (D-grade) کرنے کے لیے تھنک ٹینکس بے شمار ہیں اور نتیجہ افسوس کے ساتھ ہمارے سامنے ہے۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے        امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

## جزوی کوششیں مگر ناکافی:

کچھ تنظیمیں اس معاملے پر مسلسل غور و فکر اور کاوش میں مصروف عمل ہیں، اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے، اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات کے لیے، اسلام کی تعلیمات لوگوں کو صحیح معنوں پر دکھانے کے لیے کوششیں کر رہی ہیں، لیکن پوری دنیا کے لیے اور دنیا کے ہر ملک اور ہر زبان کے لیے اتنی مقدار میں یہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام دشمن این جی

اوز (NGO'S) تو بڑی تعداد میں موجود ہیں، مگر اسلام کا دفاع کرنے والے تھوڑے ہیں۔ دوسری طرف کا نیٹ ورک بہت تیز مگر اس طرف کا کمزور، دوسری طرف کا سرمایہ بے شمار مگر اس طرف کا نہایت کم۔ ان فروق کی وجہ سے اسلام مخالف چیزیں تو ڈھیروں ڈھیر مل جاتی ہیں، مگر اسلام کے حق میں کم ملتی ہیں۔

آپ کسی دن کا اخبار پڑھ کر دیکھ لیں علما اور اسلامی تعلیم کا دن رات مذاق اڑانے والے کتنے ہیں؟ پردے کو دقیانوسی باتیں قرار دینے والے کتنے ہیں؟ موسیقی اور اس کو پروموٹ کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے والے کتنے ہیں؟ بلکہ موسیقی کو باقاعدہ نصاب تعلیم میں شامل کرنے کی باتیں کرنے والے کتنے ہیں؟ سیکس ایجوکیشن کو اسکول میں داخل کرنے کے خواہش مند کتنے ہیں؟ اس کے برعکس اسلام کے حق میں بولنے والے کتنے ہیں؟ اسلامی اقدار کی حفاظت پر بات کرنے والے کتنے ہیں؟ اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت پر کلام کرنے والے کتنے ہیں؟ دینی تعلیم حقیقی اسلامی روح کے ساتھ نصاب میں داخل کرنے کی باتیں کرنے والے کتنے ہیں؟

اسکولوں کی تعلیم کے فروغ کے لیے سوچنے والے کتنے ہیں؟ مدرسہ جہاں قرآن و حدیث باقاعدہ (Properly) پڑھایا جاتا ہے، اس کے لیے سوچنے والے کتنے ہیں؟ ظاہر ہے اسکول و کالج کے لیے بڑی بڑی آرگنائزیشنز (Organizations) اور بڑے بڑے اقتدار والے سب سوچ رہے ہیں مگر مدرسے کے لیے کون سوچتا ہے؟

## دنیا کی محبت غالب، آخرت کی فکر مغلوب:

درحقیقت یہ سارا منظر نامہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ دلوں میں دنیا کی محبت غالب اور آخرت کی فکر مغلوب یا معدوم ہو چکی ہے۔ مال و دولت کی طلب نے دینی غیرت و حمیت کو دبا دیا ہے۔ جب دل میں دنیا چھا جائے اور دین کسی کونے میں چھپا دیا جائے، تو اعمال کا رخ بھی اسی دنیا کی

طرف ہو جاتا ہے اور اسی کے مطابق اعمال کا زور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی اقدار کی ترویج کمزور اور مخالفین کی یلغار مضبوط دکھائی دیتی ہے۔

اللہ کریم مسلمانوں کو غیرت ایمانی نصیب فرمائے اور ایسے شر پسند لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، انہیں آخرت کی فکر عنایت فرمائے، علما کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور لوگوں کو متنفر کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور دین اور دینی امور کے متعلق انصاف کے تقاضوں کے مطابق سوچتے رہنے کی سعادت مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

12 محرم الحرام 1447ھ بمطابق 08 جولائی 2025